International Research Journal of Religious Studies, Vol.:3, Issue: 02,July-Dec 2023 PP: 244-259

OPEN ACCESS
IRJRS
ISSN (Online): 2959-1384
ISSN (Print): 2959-2569
www.irjrs.com

محکمہ امور دینیہ آزاد کشمیر کی ذمہ داریوں کا قرآن وسنت کی روشنی میں تنقیدی جائزہ

DEPARTMENT OF RELIGIOUS AFFAIRS OF AZAD KASHMIR,S,CRITICAL ANALYSIS OF RESPONSIBILITIES IN THE LIGHT OF QURAN AND SUNNAH

Muhammad Rafiq
PhD Scholar, Islamic and Religious Studies, Hazara University, Mansahra.
Email: muhammadrafiq@gmail.com
https://orcid.org/ 0000-0002-5253-0824

Dr. Sajid Mahmood
Assistant Professor, Islamic and Religious Studies Hazara University Mansahra.
Email: sajidmahmood@hu.edu.pk
https://orcid.org/0009-0005-5415-6982

Abstract

Department of religious affairs Azad Kashmir is public institute of Independent government of the state of Jammu and Kashmir who is fulfilling his duties in the society in a good way by restoring the glory of faith and piety.This department was established in 1949,four years after the establishment of the independent state, at that time it was named the Afta Department, which renamed as the Department of Religious Affairs.Under the rules of business, the number of responsibilities entrusted to the department is 22 of which, in particular, religious relations, protection of the rights of minorities, the establishment of the salat system, acquisition and distribution of the zakat system, the propagation of Islam, the organization of madrasahs and mosques, the affairs of Nikah Khwani, and free marriage. Supervision of all affairs of Jammu and Kashmir Tajweed Al Quran Trust Responsible for all affairs of Jammu and Kashmir Ulama and Mashaykh Council. The responsibility of all matters, the establishment of the Hajj system, the religious guidance of other departments, the solution of their jurisprudential problems for the welfare of the people, the maintenance of mosques and monasteries are especially included. Some of them are mentioned and critically reviewed.

***Key Words**: Religious affairs ,Azad Kashmir, madrasahs ,mosques, jurisprudential problems.*

CC BY

موضوع کا تعارف:

محکمہ امور دینیہ آزاد حکومت ریاست جموں وکشمیر کا ایک سرکاری محکمہ ہے جو سوسائٹی میں ایمان وتقوی کی رونقیں بحال کرکے اسے سدھارنے میں اپنے فرائض بطریق احسن سرانجام دے رہاہے، یہ محکمہ آزادریاست کے قیام کے چارسال بعد 1949ء میں قائم کیا گیا، اس وقت اس کا نام "محکمہ افتاء" رکھا گیا جس کا بعد میں نام تبدیل کرکے امور دینیہ رکھا گیا، یہ حکومت وقت کا شاندار اور منفرد اعزاز تھا اور آج تک یہ اعزاز قائم ہے۔ رولز آف بزنس کے تحت محکمہ کو جو ذمہ داریاں سپرد کی گئی ہیں ان کی تعداد بائیس ہے جن میں سے خاص طور پر مذہبی تعلقات، اقلیتوں کے حقوق کا تحفظ، نظام صلوۃ کا قیام۔ نظام زکوۃ کا حصول وتقسیم، تبلیغ اسلام، نظم مدارس ومساجد، امور نکاح خوانی، آزاد جموں وکشمیر تجوید القرآن ٹرسٹ کے جملہ امور کی نگرانی، جموں وکشمیر علماء ومشائخ کونسل کے تمام معاملات کی ذمہ داری، نظام حج کا قیام، دیگر محکمہ جات کی مذہبی رہنمائی عوام کی فلاح وبہبود کے لیے ان کے فقہی مسائل کا حل، مزارات وخانقاہوں کی دیکھ بحال خاص طور پر شامل ہیں۔ چند کا تذکرہ واور تنقیدی جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

مذہبی امور:

اسلام ایک آفاقی نظام زندگی ہے جو اپنی مخصوص حیثیت (غلبۂ اسلام) کو بحال رکھتے ہوئے باقی تمام مذاہب چاہے وہ الہامی ہوں یا غیر الہامی ان کے حقوق کا تحفظ کرتا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم، احادیث مبارکہ اور خلفاء راشدین کی تعلیمات سے یہ بات ہمیں واضح طور پر نظر آتی ہے۔ اس سلسلہ میں قرآن کریم میں فرمایا:

اللہ تعالی کا فرمان ہے:

"هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَى وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَكَفَى بِاللَّهِ شَهِيدًا[1]

وہی ذات ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اس کو تمام ادیان پر غالب کردے وار اللہ تعالی گواہ ہونے کے طور پر کافی ہے۔

سورۃ الصف میں ارشاد فرمایا:

"يرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَى وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ"[2]

وہ اللہ کے نور کو بجھانا چاہتے ہیں اور اللہ تعالی اپنے نور کو پورا کرنے والا ہے اگرچہ کافر ناپسند کریں۔ وہی ذات ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اس کو تمام ادیان پر غالب کردے اگرچہ مشرکین ناپسند کریں.

ایک روایت میں آپ ﷺ نے فرمایا:

"الإسلام يعلوولا يعلى"[3]

اسلام بلند ہوتا ہے اس پر کوئی فوقیت نہیں ہوتی۔

لیکن اسلام کے اس عالی مرتبہ پر فائز ہونے کے باوجود دیگر تمام مذاہب چاہے وہ الہامی ہوں جیسے یہود اور نصاریٰ، یا غیر الہامی ہوں مثلاً ہندو، مت، بدھ مت، مجوسیت وغیرہ ان کے حقوق کا ضرور لحاظ رکھتا ہے چنانچہ ان کے حقوق کے تحفظ کے لئے واضح ہدایات موجود ہیں۔

"لَاإِكْرَاهَ فِي الدِّينِ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ"

دین میں کوئی زبردستی نہیں البتہ ہدایت سرکشی سے واضح ہو چکی۔

بخاری شریف کی روایت ہے:

"عن عبدالله بن عمرورضي الله عنهماعن النبي صلى الله عليه وسلم قال:من قتل معاهدا لم يرح رائحةالجنةوإن ريحهاتوجدمن مسيرةأربعين عام"[4]

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے ذمی کو قتل کیا وہ جنت کی خوشبو نہیں پائے گا اگرچہ اس کی خوشبو چالیس سال کی مسافت سے پائی جاتی ہے۔

سنن ابی داود میں روایت ہے:

عن أبي بكرةقال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من قتل معاهدافي غيركنهه حرم الله عليه الجنة[5]

آپ ﷺ نے فرمایا جس نے ناحق ذمی کو قتل کیا اللہ نے اس پر جنت کو حرام کیا ہے۔

"عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ألامن ظلم معاهداأوانتقصه،أوكلفه فوق طاقته،أوأخذمنه شيئابغيرطيب نفس فأناحجيجه يوم القيامة"[6]

سنو: جس نے کسی معاہدہ کرنے والے (ذمی) پر ظلم کیا یا اسے نقصان پہنچایا یا اس کی طاقت سے زیادہ کا بوجھ ڈالا یا اس کی خوشدلی کے بغیر کوئی چیز اس سے لی تو میں قیامت کے دن اس سے حجت کروں گا۔

بہر حال آیات وروایات اور معاہدات میں اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کی واضح ہدایات موجود ہیں۔

انھی ہدایات کو پیش نظر رکھتے ہوئے محکمہ امور دینیہ نے مذہبی اور مسلکی رواداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے بین المذاہب اور بین المسالک ہم آہنگی کو فروغ دیا اور باقاعدہ ایک ضابطے کے تحت اس کے فرائض میں شامل کیا گیا جو اس محکمہ کا طرہ امتیاز ہے۔

جیسا کہ پیچھے گذر چکا ہے کہ محکمہ امور دینیہ کا قیام 1949ء میں عمل میں لایا گیا البتہ 1985ء میں اس کے دو محکمے الگ الگ قائم کیے گئے ایک محکمہ امور دینیہ اور دوسرے محکمہ قضاء۔ محکمۂ قضاء کو عدالتوں کے ساتھ منسلک کر دیا گیا اور محکمہ امور دینیہ کی رولز آف بزنس مجریہ 1989ء کے تحت 22 ذمہ داریاں طے کی گئیں، ان میں سے چند ذمہ داریوں کا تذکرہ وتنقیدی جائزہ پیش کیا جا رہا ہے۔

یوں تو آزاد کشمیر کی 98٪ آبادی مسلم اکثریت سے تعلق رکھتی ہے صرف دو فیصد غیر مسلم اقلیت ہیں تاہم بین

المذاہب وبین المسالک ہم آہنگی پیدا کرنے کے لیے مذہبی امور(religious affairs)کے عنوان سے ایک ذمہ داری سونپی گئی اس کے بنیادی مقصد تین تھے 1۔ غیر مسلم اقلیتوں کے حقوق کا تحفظ۔2 مسلمان فرقوں (دیوبندی، بریلوی، اہل حدیث، اہل تشیع) کے درمیان فرقہ وارانہ ہم آہنگی پیدا کرنا 3۔ دیگر محکمہ جات کو شرعی رہنمائی فراہم کرنا۔ جہاں تک مقصد اول کا تعلق ہے تو اللہ تعالی کے فضل سے آج تک آزاد کشمیر کی سطح پر کسی غیر مسلم اقلیت کے ساتھ تشدد یا زیادتی کا کوئی واقعہ پیش نہیں آیا، یوں ہم کہ سکتے ہیں کہ ازاد کشمیر میں اقلیتوں کے حقوق محفوظ ہیں میری معلومات اور مشاہدے کے مطابق صرف مظفر آباد میں موجود تین مندروں پر کوئی تجاوز نہیں کیا اگرچہ وہ خستہ حالت میں ہیں لیکن ان کے مقامات اپنی اصلی حالت پر موجود ہیں۔

بین مسالک ہم آہنگی کے لیے 1997ء آزاد جموں وکشمیر علماء ومشائخ کونسل کا قیام عمل میں لایا گیا اس کی مرکز، ضلع اور تحصیل کی سطح پر کمیٹیاں تشکیل دی گئیں۔ اس کے مثبت ثمرات نتائج میں سے یہ نتیجہ اپ ملاحظہ کر سکتے ہیں کہ اکا دکا ناخوشگوار واقعہ پیش آنے کے علاوہ عموماً تمام مسالک کے لوگ باہم میل جول رکھتے ہیں اور اپنے اندر قوت برداشت پیدا کرتے ہیں۔ محکمہ کے تعینات مفتی صاحبان تمام مسالک سے تعلق رکھنے کے باوجود مسلکی رواداری کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ تیسرے یہ کہ ضلع و تحصیل مفتی صاحبان وقتاً فوقتاً دیگر محکمہ جات ے استفسار پر چرعی رہنمائی کرتے رہتے ہیں مثلاً اگر کہیں پولیو کے قطرے پلانے میں رکاوت ہو یا کرونا ایس او پیز کا مسئلہ ہو یا نیشنل ایکشن پلان پر عملدرامد ہو تو اس سلسلے میں محکمہ اپنا کردار ادا کرتا ہے۔

تنقیدی جائزہ:

محکمہ ہذا کی کاوشوں سے اگرچہ مذہبی ہم آہنگی کی فضاء پیدا ہوئی ہے تاہم ابھی تک اس کی وجہ سے باشندگان ریاست میں اسلام کی حقیقی روح بیدار نہیں ہو سکی، کیونکہ اس میں مرورِ زمانہ کے ساتھ کچھ علاقائی، مذہبی اور لسانی تعصب کی بو آرہی ہے جس کی اصلاح کی بہت ضرورت ہے۔ آزاد جموں وکشمیر علماء ومشائخ کونسل اس سلسلے میں اپنا بھرپور کردار ادا کرنے میں مکمل طور پر کامیاب نہیں ہو سکی اس میں ممبران میرٹ کے بجائے خالصتاً سیاسی بنیادوں پر تعینات ہوتے ہیں، عوام کے اندر جا کر اصلاح معاشرہ کی کوشش کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ ااس لیے ضروری ہے کہ آزاد جموں وکشمیر علماء ومشائخ کونسل کو خوب فعال کیا جائے اور ہر تحصیل کی سطح پر دین کی نشرواشاعت کے لیے پروگرام کیے جائیں۔

نظام صلوۃ کا قیام:

اللہ تعالی نے سات سو مقامات پر نماز کی تاکید فرمائی اور حکام بالا کو حکم فرمایا:

"الَّذِينَ إِنْ مَكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ وَلِلَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ"[7]

یہ ایسے لوگ ہیں کہ اگر ہم انہیں زمین میں اقتدار بخشیں تو وہ نماز قائم کریں اور زکوۃ ادا کریں اور لوگوں کو نیکی کا حکم کریں اور برائی سے روکیں اور تمام کاموں کا انجام اللہ ہی کے قبضے میں ہے۔

در منثور میں امام سیوطی رحمہ اللہ "ان مکناھم" کی تفسیر ولاۃ یعنی حکمرانوں سے کرتے ہیں چنانچہ فرمایا:

"وَأخرج ابْن أبي حَاتِم عَن مُحَمَّد بن كَعْب الَّذين إِن مكناهم فِي الأَرْض قَالَ:هم الْوُلَاة"8

نظام صلوۃ کا قیام حکومت وقت کی اولین ذمہ داری ہے۔اس سلسلے میں درج بالا آیت کریمہ ایک نہایت مستحکم اور مستند دلیل ہے۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ اس آیت کے ضمن میں درج ذیل روایت لے کر آتے ہیں فرماتے ہیں:

"قال عُثْمَان بْنُ عَفَّان:فينانزلتْ الّذِينَ إِنْ مَكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقامُواالصَّلاةَوَآتَوُاالزَّكاةَوَأَمَرُوابِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْاعَنِ الْمُنْكَرِفأخْرجْنامن ديارنابغيْرحق إلّاأنْ قلنا:ربنااللہ ثم مكّنّافى الْأرْض،فأقمْناالصلاةوآتيْناالزكاة،وأمرْنابالْمَعْرُوفِ وَنهيْنَاعن الْمنْكرولله عَاقِبَةالْأمُورفهي لي ولِأَصْحَابي.وقال أبوالْعالية:هم أصحاب محمّدٍصلّى اللہ عليْه وسلّم"6

محکمہ امور دینیہ کے قیام کے ساتھ ہی اسے جو ذمہ داریاں دی گئی تھیں ان میں سے ایک نظام صلوۃ کا قیام تھا،جنرل محمد ضیاء الحق کے دور حکومت میں پاکستان کے اندر صلوۃ کمیٹیاں بنائی گئیں چونکہ نظام صلوۃ کا قیام اجتماعی طور پر حکومت کی ذمہ داری ہے جیسا کہ اوپر آیت کریمہ سے معلوم ہوتا ہے اس لیے اس کا ادراک کرتے ہوئے آزاد کشمیر کی حکومت نے یہ ذمہ داری محکمہ پر عائد کی اور اس کے لیے ریاست بھر میں صلوہ کمیٹیوں کا اعلان تو کیا گیا لیکن بد قسمتی سے اس میں تاحال کوئی پیش رفت نہیں ہو سکی۔

تنقیدی جائزہ:

نظام صلوۃ کا قیام ایک فرض اور نہایت مستحسن اقدام تھا لیکن حقیقت یہ ہے کہ محکمہ کی اس سلسلے میں کوئی حوصلہ افزا کاوش نظر نہیں آتی۔ تحصیل اور ضلع مفتی صاحبان کو دفتری امور اتنے زیادہ دیے گئے ہیں کہ وہ اپنے آپ کو دفاتر سے باہر نکال ہی نہیں سکتے بلکہ بعض مفتی صاحبان کو دو دو اور تین تین تحصیلیں دی گئی ہیں جن کا مکمل دورہ کر کے مساجد کے اندر اقامت صلوۃ کے نظام کا قیام بہت مشکل ہے۔پوری ریاست میں قیام صلوۃ کے لیے کوششیں ہوتیں اور علماء ومشائخ کونسل اور مفتی صاحبان مل کر نماز کی اجتماعی صورت بناتے لیکن وہ اس میں کامیاب نہیں ہو سکے۔

اقامت صلوۃ کے سلسلے میں چند تجاویز:

اس سلسلے میں چند تجاویز پیش کی جاتی ہیں جو محکمہ کے نظام زکوۃ کے لیے بہت مفید ثابت ہو سکتی ہیں:

1. ایمان کے بعد تمام اعمال سے مقدم نماز ہے جسے دین کا ستون کہا گیا ہے اور توحید کے بعد مسلمان حکمران کی پہلی ذمہ داری نظام صلوۃ کا قیام ہے۔
2. نبی ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے نہ صرف نماز پڑھنے کا حکم دیا بلکہ باجماعت نماز ادا کرنے کی شدید تاکید فرمائی یہاں تک کہ اصحاب ظواہر جماعت کو نماز کے لیے شرط قرار دیتے ہیں،جبکہ امام احمد بن حنبل فرض قرار دیتے ہیں۔
3. جہاں نبی ﷺ موجود ہوتے یا(ان کے بعد خلفاء موجود ہوتے ،وہاں نماز جمعہ اور عیدین کے خطبوں کا خود اہتمام فرماتے۔

4. جبکہ دور دراز شہروں میں ائمہ کا انتظام فرماتے جیسا کہ آپ ﷺ نے مسجد قبا میں امام مقرر فرمایا، البتہ دور دراز دیہات میں لوگ خود مساجد اور امام کا انتظام فرماتے تھے جن خلفاء تعاون فرماتے تھے واس لیے امام ماوردی متوفی 450ھ نے مساجد کی تقسیم مساجد سلطانیہ اور مساجد عامہ کے ساتھ کے ساتھ کر کے ان انتظامات سے بحث کی ہے اور اس قسم کی مساجد کے انتظام کو امام اور سلطان کے فرائض میں شامل کیا ہے۔

چنانچہ وہ احکام سلطانیہ میں فرماتے ہیں:

"فأماالإمامةفي الصلوات الخمس فنصب الإمام فيهامعتبربحال المساجدالتي تقام فيهاالصلوات،وهيضربان:مساجدسلطانيةومساجدعامية فأماالمساجدالسلطانيةفهيالمساجدوالجوامعوالمشاهدوماع ظم وكثرأهله من المساجدالتي يقوم السلطان بمراعاتهافلايجوزأن ينتدب للإمامة فيها إلا من ندبه السلطان لها وقلده الإمامة فيها لئلا يفتئت الرعية عليه فيما هو موكول إليه،فإذا قلد السلطان فيها إماما كان أحق بالإمامة فيها من غيره،وإن كان أفضل منه وأعلم"[9]

5. نبی پاک ﷺ اور حضرات خلفاء راشدین جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنے کے بعد جو لوگ جماعت میں شامل نہیں ہوتے تھے ان کے بارے میں دریافت احوال فرماتے تھے اور تحقیق کرتے تھے۔

6. اگر کسی حاکم کے بارے میں شکایت ہوتی کہ وہ نماز میں غلطی کرتا ہے تو نہ صرف اس سے اس بارے میں استفسار فرماتے بلکہ اسے معطل کر کے اس کی پوری تحقیق کرتے تھے جس طرح حضرت عمر نے حضرت سعد کے ساتھ معاملہ کیا۔

7. مساجد میں امام کے تقرر کے بعد اس کی نگرانی بھی کرتے کہ امام صاحب نماز میں سنت کے مطابق قراءت کرتے ہیں یا نہیں اس کی ہدایت دیتے، جس طرح حضرت عمر نے حضرت ابو موسی اشعری کو خط میں ہدایات لکھیں۔

8. نوافل کی نسبت فرائض کا اہتمام کرتے تھے اور جماعت کے ساتھ نماز کو نوافل سے افضل سمجھتے تھے جس طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سلیمان بن ابی حثمہ کے معاملے میں کیا۔

9. سابقہ اکابر نماز چھوڑنے کو کفر سمجھتے تھے اور ترک جماعت کو نفاق سمجھتے تھے۔

10. امام کی ذمہ داریوں میں حفاظت دین بھی شامل ہے اس لئے امام پر واجب ہے کہ وہ شریعت کو اپنا قائد اور اور کتاب اللہ کو اور سنت رسول اللہ کے ساتھ ساتھ خلفاء راشدین کے عمل کو اپنے لیے مشعل راہ بنائے۔ اگر اس طرح وہ امامت کے فرائض سرانجام دے گا تو امام عادل کہلائے گا جس کے لیے نبی پاک ﷺ کی بشارت ہے کہ قیامت کے دن وہ عرش الٰہی کے سائے میں ہو گا اور اگر کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ، خلفاء راشدین کے طریقہ سے ہٹ کر اپنی یا لوگوں کی خواہشات کی پیروی کرے گا تو پھر پیغمبر علیہ السلام کی زبان سے وعید بھی سن لے کہ کوئی امیر جو مسلمانوں کے امور کا والی ہو پھر ان کے لیے پوری کوشش کے ساتھ خیر خواہی کرے گا اور ان کے ساتھ جنت میں داخل نہیں

ہو گا۔ جبکہ بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ جنت کی ہوا بھی نہیں سونگھے گا اسی طرح امام جائر کے بارے میں روایت ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالی نہ اس سے کلام کریں گے اور نہ اس کو پاک کریں گے اور وہ دردناک عذاب میں مبتلا ہو گا۔

11. علماء کرام اور مفتیان دین کو ایک محدود عرصہ تک نماز کی پابندی عائد ہو اور پھر تارکین صلوات کو تعزیری سزا دینے کے لیے قانون سازی کی جائے۔

اوقاف اور زکوۃ وعشر اور دوسرے اداروں کے لیے تحقیقی کام کرنا:

اسلامی قانون اور اس سے متعلقہ مسائل پر عملدرآمد کے لیے رہنمائی فراہم کرنا، تمام ادروں کے لیے مذہبی رہنمائی ہر لحاظ سے ضروری ہے چنانچہ اسحوالے محکمہ امور دینیہ کو خصوصی طور پر ٹاسک دیا گیا تھا کہ وہ عوام کی فلاح وبہبود کے لیے دیگر محکمہ جات کی شرعی لحاظ سے سے رہنمائی کرے بالخصوص محکمہ اوقاف، زکوۃ وعشر اس سلسلے میں زیادہ مذہبی رہنمائی کے حامل ہیں۔ اس معاملہ میں محکمہ زکوۃ وعشر کو وقت پڑنے پر ہدایات جاری کی جاتی ہیں۔

تنقیدی جائزہ:

لیکن نظام زکوۃ کی عملی تنفیذ میں اسے کماحقہ کامیابی نہیں ہو سکی، محکمہ مذہبی امور کے حکام بالانہ تو بہتر طریقے سے زکوۃ وصول کر سکتے ہیں اونہ ہی اسے اپنے صحیح مصرف پر خرچ کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں نیز تقسیم کے طریقۂ کار میں بھی کافی سقم پایا جاتا ہے جس کی اصلاح کی ضرورت ہے۔ ذیل میں چند تجاویز وسفارشات پیش کی جاتی ہیں جو کی بہتری میں نمایاں کردار ادا کر سکتی ہیں۔

چند ضروری تجاویز:

نظام زکوۃ کی بہتری کے لیے راقم کی طرف سے چند ضروری معروضات مندرجہ ذیل ہیں:

1) نماز کی طرح زکوۃ بھی اسلام کے ارکان میں سے ایک اہم رکن ہے جس طرح نماز سے اسلام کا روحانی نظام درست ہوتا ہے اسی طرح زکوۃ سے مادی نظام درست ہوتا ہے۔

2) اموال ظاہرہ جو مخفی نہ ہو سکتے ہوں جس طرح جانوروں کی زکوۃ یا زمین کا عشر وغیرہ۔ اسی طرح آج کل بینکوں کی رقوم جو مخفی نہیں ہو سکتیں اموال ظاہرہ میں شمار ہوں گی۔

3) اموال ظاہرہ کی زکوۃ امام / خلیفہ یا حاکم کو وصول کرنے کا حق حاصل ہے اب یہ حق امام کو بطور وجوب کے ہے یا بطور استحباب کے اس میں دو قول ہیں [10] جب کہ اس بات پر اتفاق ہے کہ ہر دو صورتوں میں جب عوام امام کو زکوۃ ادا کرنے سے انکار کریں تو اس کو قتال کا حق ہے جس طرح کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس طرح کے مانعین سے قتال کیا۔ اختلاف صرف یہ ہے کہ اگر خود یہ زکوۃ مستحقین کو ادا کر دی جائے تو یہ ادا ہو گی کہ نہیں امام

ابو حنیفہ فرماتے ہیں اس طرح بھی ادا ہو جائے گی اور زکوۃ کی ادائیگی سے کوئی مسلمان فرقہ اس سے مستثنی نہیں کیا جاسکتا۔

4) زکوۃ مخصوص مصارف پر ہی خرچ ہوگی جس طرح کہ حضرت معاذ کی حدیث اور قرآن پاک کی آیت "(انما الصدقات للفقراء والمساکین")[11] سے ظاہر ہے۔

5) جو لوگ زکوۃ واجب ہونے کے باوجود زکوۃ ادا نہیں کرتے قیامت کے روز یہی اموال ان کے لیے عبرتناک عذاب کا باعث ہوں گے جب کہ دنیا میں بارشیں بند ہونے کا سبب ہوں گے۔

6) جو لوگ جان بوجھ کر زکوۃ ادا نہیں کرتے تو قیامت کے دن نبی کریم ﷺ کی سفارش سے محروم ہو جائیں گے۔

7) اگر سرکاری ملازم زکوۃ ادا نہ کریں تو حکومت کو اختیار ہے کہ ان کی تنخواہوں سے زکوۃ وضع کرلے۔

8) جب اموال ظاہرہ کی زکوۃ حکومت جبراً وصول کر سکتی ہے تو اس سے معلو ہوا کہ حکومت کا جراً زکوۃ وصول کرنا زکوۃ دینے والے کی نیت کا محتاج نہیں اس کی نیت کے بغیر اس کی زکوۃ ادا ہو جائے گی۔ کیونکہ حکومت کو ولایت تامہ حاصل ہے۔

9) اموال باطنہ وصول کرنے میں حکومت کا جبر نہیں ہو سکتا البتہ اگر صاحب مال اپنی زکوۃ رضاکارانہ حکومت کو دے تو یہ جائز ہے

10) زکوۃ کے حصول اور تقسیم کے لیے انتہائی نیک اور دیانتدار لوگوں کا تقرر ہونا چاہیے اور اس مال میں خورد برد قابل تعزیر جرم ہو۔

نظام مساجد کی تکمیل اور ترتیب مساجد کے لیے کمیٹیوں کے قیام کا اجراء:

یہ کام انتہائی اہمیت کا حامل ہے کیونکہ نظام صلوۃ کا قیام حکومتوں کی ذمہ داری ہے اور نظام مساجد کی تکمیل اور ترتیب مساجد کے لیے کمیٹیوں کے قیام کا اجراء اقامۃ صلوۃ کا حصہ ہے اس لیے اس ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے ابتدا میں محکمہ کو یہ ذمہ داری سونپی گئی کہ وہ نظام مساجد کی تکمیل اور ترتیب مساجد کے لیے کمیٹیوں کے قیام کا اجراء کریں اور فرقہ واریت کے خاتمے کے لیے مؤثر اقدامات کریں۔ چنانچہ محکمہ کے پاس پورے آزاد کشمیر کے تمام اضلاع اور تحصیل کی نسبت سے تمام مساجد کا مکمل ریکارڈ موجود ہے اور سالانہ رپورٹ مرتب کی جاتی ہے جس میں اضافہ شدہ مساجد کو ریکارڈ میں لایا جاتا ہے۔ اس مسئلے اوپر گفتگو ہو چکی ہے۔

خطباء اور ائمہ مساجد کی تربیت اور رہنمائی کرنا:

محکمہ امور دینیہ پر یہ ذمہ داری عائد کی گئی تھی کہ وہ سرکاری سطح پر خطباء وائمہ کرام کی تربیت کریں، اس ذمہ داری کا بھی بنیادی طور پر تعلق نظام صلوۃ کے قیام کے ساتھ ہی ہے کیونکہ مساجد کی آبادکاری مرکزی نقطہ ائمہ وخطباء کرام ہیں جن کی شخصیت اور ذاتی دلچسپی سے متاثر ہو کر لوگ مساجد کی طرف رخ کرتے ہیں۔ محمکہ امور دینیہ نئے اس سلسلے میں کچھ اقدامات کیے ہیں۔

تنقیدی جائزہ:

حقیقت یہ ہے کہ اگرچہ محکمانہ حکمنامے خال خال ملتے ہیں لیکن یہ اقدام نظام صلوۃ کے نفاذ کے لیے ناکافی ہے،اس سلسلے میں چند معروضات کا خیال رکھنا ضروری ہے جو کہ درج ذیل ہیں۔

ائمہ کرام وخطباء عظام کے لیے جن شرائط کا ہونا ضروری ہے ان شرائط کے مطابق اگر یہ حضرات پورااتریں تو یقین جانیئے اللہ کے فضل سے مسجدیں خوب آباد ہو جائیں۔

جن اوصاف کے بغیر نماز درست نہیں ہوتی وہ درج ذیل ہیں۔

1. مسلمان ہو
2. مرد ہو
3. عاقل ہو
4. بالغ ہو
5. صحیح القراءۃ ہو
6. شرعی اعذار مثلاًریح وقطرہ وغیرہ کے امراض سے سلامت ہو البتہ ایسا معذور شخص معذور افراد کی امامت تو کر سکتا ہے مگر تندرست لوگوں کا امام نہیں بن سکتا۔
7. .رکوع اور سجدے پر قادر ہو،اگر کسی بیماری کی وجہ سے وہ رکوع سجدے پر قادر نہ ہو تو تندرست لوگوں کی امامت نہیں کر سکتا۔
8. .گونگا،توتلا،یاہکلانہ ہو۔

نورالایضاح میں ہے:

"شروط صحة الامامة للرجال الاصحاء ستة اشياء الاسلام والبلوغ والعقل والذكورة والقراءة والسلامة من الاعذار كالرعاف والفأفأةوالتمتمة واللثغ وفقدشرط: كطهارةوسترعورة"[12]

لہذا جس کے اندر یہ چھ شرائط پائی جائیں وہ بالغ مردوں کی امامت کروانے کا اہل ہے۔

دوسری قسم کے اوصاف جن کے بغیر نماز مکروہ ہوتی ہے،وہ اوصاف مندرجہ ذیل ہیں۔البتہ ان شرائط کا ہونا بھی انتہائی ضروری ہے۔

1. امام صاحب فاسق معلن یعنی اعلانیہ کبیرہ گناہ یا صغیرہ پر اصرار کرنے والا نہ ہو کہ فاسق معلن کو امام بنانا گناہ ہے اوراس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔
2. فاسد العقیدہ نہ ہو۔
3. نماز کے ضروری مسائل سے واقف ہو۔
4. قرآنِ کریم کی تلاوت صحیح طریقے سے کر سکتا ہو۔

5. ڈاڑھی سنت کے، طابق ہو۔

شریعت مطہرہ کے قوانین کی رو سے مسلمان مردوں کے لیے داڑھی ایک مشت (مٹھی، چار انگل) رکھنا واجب ہے اور داڑھی منڈوانا یا کترواکر حدِ شرع سے کم کرانا ناجائز و حرام ہے لہٰذا جو شخص داڑھی منڈواتا ہو یا کٹواکر ایک مٹھی سے کم کرتا ہو اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے، لہٰذا امامت کے لیے سنت کے مطابق داڑھی کا ہونا ضروری ہے۔

بخاری شریف میں ہے:

"عن ابن عمرعن النبي صلى الله عليه وسلم قال خالفوا المشركين:وفروا اللحى،وأحفوا الشوارب وكان ابن عمرإذاحج أواعتمرقبض على لحيته،فمافضل أخذه"[13]

نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا داڑھیوں کو بڑھاؤ اور مونچھیں کٹاؤ اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جب حج یا عمرہ کرتے تو اپنی داڑھی مٹھی میں پکڑتے اور زائد بال کٹوا دیتے۔

6. بدعتی کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

اس سلسلے میں ملک العلماء علامہ کاسانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"قال بعض مشايخنا:إن الصلاةخلف المبتدع لاتجوزوذكرفي المنتقى روايةعن أبي حنيفةأنه كان لايرى الصلاةخلف المبتدع والصحيح أنه إن كان هوى يكفره لاتجوزوإن كان لايكفره تجوزمع الكراهة"[14]

7. کسی ایسے جسمانی عیب میں مبتلا نہ ہو جس کی وجہ سے اس کی پاکیزگی مشکوک ہو جائے یا لوگ اس سے گھن یا اس کا استخفاف کرتے ہوں۔ اسی وجہ سے نابینا، مفلوج، ابرص وغیرہ کے پیچھے نماز پڑھنے کو فقہاءِ کرام نے خلافِ اولی قرار دیا ہے، لیکن یہ کراہت اسی وقت ہے جب اس سے بہتر دوسرا امام مل سکتا ہو، اگر اس سے بہتر نہ مل سکے تو کوئی کراہت نہیں۔

تیسری قسم کے وہ اوصاف جن کا پایا جانا بہت مستحسن اور پسندیدہ ہے ان کے بغیر نماز میں کوئی کراہت نہیں آتی، وہ درج ذیل ہیں۔ حاضرین میں علمِ دین اور تلاوتِ کے اعتبار سے سب سے زیادہ بلند رتبہ ہو۔

1. خوش اخلاق، شریف النسب، باوقار اور وجیہ ہو۔
2. صفائی، ستھرائی، تقوی اور طہارت کا خیال رکھتا ہو۔
3. مستغنی طبیعت رکھنے والا اور سیر چشم ہو،
4. محلے کی دینی تربیت کے لئے جن اوصاف کی ضرورت ہے وہ اس میں پائے جاتے ہوں۔

محلے کی مساجد میں امام کا انتخاب کرتے وقت ان اوصاف کی رعایت کر لی جائے تو محلے میں ایک نہایت خوشگوار ماحول پیدا ہو سکتا ہے۔[15]

نماز جمعہ سے متعلق جاری ہونے والے آرڈرز پر عملدرآمد کروانا:

اس سلسلے میں محکمہ وقتاً فوقتاً ہدایات جاری کرتا رہتا ہے بالخصوص جب دہشت گردی کے واقعات زیادہ ہو جاتے ہیں تو

فرقہ واریت کے خاتمے کے لیے یا کرونا جیسی وبائی امراض پر قابو پانے کے لیے Sopise پر عملدرآمد ضروری ہوتا ہے اس سلسلے میں خطبات میں اعتدال اور صفوں میں مجبوراً ایک آدمی کا فاصلہ رکھنے کے لیے ہدایات جاری کی گئی تھیں۔

فرقہ وارانہ ہم آہنگی اور اتحاد بین المسلمین کے لیے اقدامات کرنا:

فرقہ واریت ملک وملت کے لیے انتہائی نقصان دہ ہے۔ قرآن کریم کی آیات اس سلسلے میں بہترین رہنما ہے۔ اللہ تعالی نے فرمایا:

"وَاعْتَصِمُوابِحَبْلِ اللهِ جَمِيعًاوَلَاتَفَرَّقُواوَاذْكُرُوانِعْمَتَ اللهِ عَلَيْكُمْ إِذْكُنْتُمْ أَعْدَاءًفَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًاوَكُنْتُمْ عَلَى شَفَاحُفْرَةٍمِنَ النَّارِفَأَنْقَذَكُمْ مِنْهَاكَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ"[16]

اوراللہ کی رسی کوسب مل کر مضبوطی سے تھامے رکھواورآپس میں پھوٹ نہ ڈالواوراالہ تعالی نے تم پر جوانعام کیاہے اسے یادرکھو کہ ایک وقت تھا کہ جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے پھر اللہ نے تمہارے دلوں کو جوڑدیااور تم اللہ کے فضل سے بھائی بھائی بن گئے اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پر تھے اللہ نے تمہیں اس سے نجات عطافرمائی اسی طرح اللہ تمہارے لیے نشانیاں کھول کھول کر واضح کرتا ہے تاکہ تم راہ راست پر آجاؤ۔

علامہ اقبال مرحوم نے اپنی مشہور زمانہ نظم جواب شکوہ میں فرمایا:

منفعت ایک ہے اس قوم کی نقصان بھی ایک — ایک ہی سب کا نبیؐ، دین بھی، ایمان بھی ایک

حرَمِ پاک بھی، اللہ بھی، قُرآن بھی ایک — کچھ بڑی بات تھی ہوتے جو مسلمان بھی ایک

فرقہ بندی ہے کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں — کیازمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں[17]

انہی باتوں کا احصاس کرتے ہوئے محکمہ امور دینیہ کو رقہ وارانہ ہم آہنگی کی ذمہ داری عائد کی گئی اس پر بحث اوپر بیان کی جاچکی ہے۔

نظام زکوۃ کو مستحکم کرنااور ضلع اور تحصیل کی سطح پر منتخب شدہ کمیٹیوں کے ساتھ مل کران کی ذمہ داریوں کے سلسلے میں تعاون کرنا۔

چونکہ نظام زکوۃ کا قیام بھی اصالتاً حکومت وقت کی ذمہ داری ہے اوراس ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے آزاد حکومت ریاست جموں وکشمیر کے ارباب حل وعقدنے محکمہ زکوۃ وعشر کا قیام عمل میں لایااور محکمہ امور دینیہ کو معاونت کے لیے ذمہ داریاں سپرد کیں، چنانچہ رولز آف بزنس کے تحت نمبر 4اور نمبر 9میں زکوۃ وعشر کے لیے ذمہ داریوں کا تعین کیا گیاہے۔ ریاست بھر میں اس تقسیم زکوۃ کے سلسلے میں کمیٹیاں قائم کی گئی ہے ہر ضلع، تحصیل، یونین کونسل اور وارد کے اعتبار سے کمیٹیاں قائم اور فعال ہیں۔

تنقیدی جائزہ:

زکوۃ کے وصول کرنے اور تقسیم کرنے میں بہت بے اعتدالیاں ہورہی ہیں اس میں شفافیت لانے کی اشد ضرورت ہے

اس سلسلے میں تجاویز اوپر بیان کی جاچکی ہیں۔

اسلام کی تبلیغ:

ا۔ حسن قراءت

محکمہ سے موصولہ ریکارڈ کے مطابق مقابلہ حفظ، قراءت، حمد، نعت وغیرہ کے تقریری مقابلے کروائے گئے اور اس میں مردوں عورتوں اور عمر کے تناسب سے مقابلہ جات منعقد کیے گئے جو کہ محکمہ کا لائق ستائش اقدام ہے۔

د۔ سیرت کانفرنسز کا انعقاد / مذہبی جلسوں اور پروگراموں کی تنظیم

اس سلسلے میں محرم الحرام میں شہادت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، دس محرم الحرام کو شہادت حسین رضی اللہ عنہ 12 ربیع الاول ولادت رسول ﷺ 22 جمادی اللثانی وصال خلیفۂ اول 18 ذی الحجہ کو شہادت عثمان اور 21 رمضان المبارک کو شہادت علی کرم اللہ وجہہ کے متعلق تقاریب اور جلسے جلوس کا نجی اور سرکاری سطح پر منعقد کرنے کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

تنقیدی جائزہ:

اسلام منانے سے زیادہ اپنانے، بولنے سے زیادہ عمل کرنے کا درس دیتا ہے ہم تو سال بھر شریعت کے پابند ہیں۔

ماہانہ درس قرآن کا انعقاد:

اللہ تعالی نے انسانیت کی رہنمائی کے لیے قران کریم جیسی روشن کتاب عنایت فرمائی اور یہ کتاب پوری امت کی ہدایت کا ذریعہ ہے، رب تعالی نے فرمایا:

"ذَلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِلْمُتَّقِينَ"[18]

یہ کتاب ایسی ہے کہ اس میں کوئی شک نہیں۔

"قَدْجَاءَكُمْ مِنَ اللّٰهِ نُورٌوَكِتَابٌ مُبِينٌ،يَهْدِي بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهُ سُبُلَ السَّلَامِ وَيُخْرِجُهُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِبِإِذْنِهِ وَيَهْدِيهِمْ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ"[19]

تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک روشنی آئی ہے اور ایک ایسی کتاب جو حق کو واضح کر دینے والی ہے جس کے ذریعے اللہ ان لوگوں کو سلامتی کی راہیں دکھاتا ہے جو اس کی خوشنودی کے طالب ہیں اور انہیں اپنے حکم سے اندھیروں سے نکال رروشنی کی طرف لاتا ہے اور انہیں سیدھے راستے کی ہدایت عطا فرماتا ہے

اس سلسلے میں محکمہ امور دینیہ آزاد کشمیر کے مفتی صاحبان کی ذمہ داری لگائی گئی کہ وہ قریب ترین کے سرکاری ملازمین کو درس قرآن دیں، چنانچہ 16 تحصیلوں اور ضلعی ہیڈ کواٹرز میں اس کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

حال ہی میں کئی مقامات پر سرکاری ملازمین کے لیے یہ سلسلہ شروع ہو گیا ہے اللہ تعالی کرے کہ یہ سلسلہ تسلسل کے ساتھ جاری و ساری رہے۔ شاعر غلام احمد خان احمدی نے کیا خوب کہا ہے:

وہ کون سا عقدہ ہے جو وا ہو نہیں سکتا   ہمت کرے انساں تو کیا ہو نہیں سکتا[20]

نکاح خوانی/نکاح رجسٹریشن کا باقاعدہ عمل:

نکاح رجسٹریشن کی ضرورت قومی اور بین الاقوامی سطح پر بہت زیادہ اہمیت کی حامل ہے۔ نکاح اور طلاق سے متعلق رجسٹریشن کا باقاعدہ نظام محکمہ امور دینیہ کے سپرد ہے۔ نکاح رجسٹریشن کو بہتر اور مؤثر بنانے کے لئے مفتیان کرام ٹیسٹ انٹرویو کے بعد ہر تحصیل کے گاؤں اور محلہ (وارڈ) میں نکاح خواں کا تقرر کرتے ہیں۔ نکاح رجسٹریشن کے اقدام کا بہت بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس سے ملنے والی فیس سے محکمہ خود کفیل رہتا ہے۔ تجوید القرآن ٹرسٹ کے باقاعدہ قیام کے بعد نکاح رجسٹریشن کی مصروفیات کی وجہ سے مفتیان کرام ٹرسٹ کے امور کو کماحقہ چلانے کے لئے کم وقت دیتے ہیں۔ اس کمی کو پورا کرنے کے لئے ہر محلہ اور گاؤں کے نکاح خواں سے بھی ٹرسٹ کا کام لیا جا سکتا ہے۔

ا۔ نکاح رجسٹریشن ایکٹ پر عملدرآمد

ب۔ نکاح خوانوں کا تقرر اور رہنمائی

ج۔ نکاح رجسٹریشن

د۔ فیس نکاح رجسٹریشن کی وصولی

س۔ نکاح خوانی سے متعلق دیگر ذمہ داریاں

اجراء فتاوی:

بہت سے اسلامی ممالک میں فرقہ واریت اور مذہبی انتشار نہ ہونے کی ایک بنیادی وجہ فتاویٰ جات کا اجراء سرکاری مفتیان کے ذریعے ہوتا ہے۔ الحمدللہ اس محکمہ کے ذریعے ہر ضلع و تحصیل میں مفتیان لوگ کے دینی مسائل کے حل کے لئے سرکاری فتویٰ کا اجراء کرتے ہیں۔ لوگوں میں اس فتویٰ کی اہمیت اجاگر نہ ہونے کی وجہ سے عوامی سطح پر اس کی پذیرائی کچھ کم ہے۔ اگر حکومت محکمہ امور دینیہ کے ذریعے فتوے کے اجراء کا سرکاری نوٹیفکیشن جاری کردے تو اس قانونی حیثیت کی وجہ سے مذہبی انتشار ختم ہونے میں بہت زیادہ مدد ملے گی اور بین المسالک ہم آہنگی بھی ہوگی

عازمین حج کی تربیت:

حج اسلام کی پانچویں اہم ترین عبادت ہے۔ اللہ تعالی نے فرمایا:

"وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلَّهِ"[21]

اور حج اور عمرہ اللہ کے لیے پورا پورا ادا کرو۔

"الْحَجُّ أَشْهُرٌ مَعْلُومَاتٌ فَمَنْ فَرَضَ فِيهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ"[22]

حج کے چند متعین مہینے ہیں چنانچہ جو شخص ان چند مہینوں میں (احرام باندھ کر) اپنے اوپر حج لازم کرلے تو حج کے دوران نہ وہ کوئی فحش بات کرے نہ کوئی گناہ اور نہ کوئی جھگڑا۔

"وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ"[23]

اور لوگوں میں سے جو لوگ اس تک پہنچنے کی استطاعت رکھتے ہوں ان پر اللہ کے لیے اس گھر کا حج کرنا فرض ہے۔

عبادت کی اہمیت کے ساتھ ساتھ اس کی حساسیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس کی کماحقہ ادائیگی کے لئے تربیت کا ہونا انتہائی ضروری ہے تربیت کے بغیر فائدے کے بجائے الٹے نقصان کا شدید خدشہ رہتا ہے۔ چنانچہ حجاج کرام کے لیے جس طرح پاکستان میں تربیۃ الحجاج کے نام سے ورکشاپ ہوتی ہیں اسی طرح محکمہ امور دینیہ کی رہنمائی میں اس کا اہتمام کیا گیا ہے۔

محکمہ کے لیے مختلف اشیاء کی خریداری:

اس حوالے سے محکمہ نے دینی مدارس کے لیے قالینیں، برتن، لوہے کی الماریاں، سردیوں کے لیر ضائیاں اور سلیپنگ بیگ وغیرہ خریدے ہیں اور سالانہ اس کا کچھ نہ کچھ بجٹ بنتا ہے۔

اس کے علاوہ کچھ اور بھی ذمہ داریاں سپرد کی گئی ہیں جو کہ درض ذیل ہیں: معاشرے میں دینی ترقی میں کوشش کرنا اور برائیوں کے خاتمے کے لیے اقدامات کی راہیں ہموار کرنا۔ دینی مدارس کی نگرانی اور انکی رجسٹریشن، نصاب اور امتحانات وغیرہ کے سلسلے میں رہنمائی کرنا۔ تعلیمی اداروں میں تجوید و قراءت کا جائزہ لینا۔ تجوید القرآن ٹرسٹ کے ماتحت مدارس کا معائنہ کرنا اور منظم کرنا۔ آزاد جموں و کشمیر علماء و مشائخ کونسل کے جملہ امور کی ذمہ داری۔

خلاصہ بحث:

انسان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں بہتری لانے کے لیے اسلام اسے ایک خوبصورت پلیٹ فارم مہیا کرتا ہے۔ لیکن اس کی مکمل تنفیذ ریاستی سرپرستی کے بغیر ممکن نہیں۔ محکمہ امور دینیہ نے اسی ضابطے کو پیش نظر رکھتے ہوئے درج بالا امور کی ذمہ داریوں کا تعین کیا جو معاشرتی اقدار میں مثبت اور خوبصورت تبدیلی لانے میں نمایاں کردار ادا کر سکتے ہیں۔ محکمہ ھذا نے اس میں متعدد کامیابیاں حاصل کی ہیں لیکن اس میں مزید اصلاحات کی ضرورت محسوس کی گئی جو اوپر (تنقیدی جائزے) کے ضمن میں تحریر کی گئی ہیں، ان پر عملدرآمد کر کے ان شاء اللہ تعمیر و ترقی کی نئی راہیں ہموار ہوں گی۔ نظام صلوۃ، نظام زکوۃ اور نظام تبلیغ میں بہتری لانا اور اس میں افادیت پیدا کرنا دین حق کی سربلندی کا روشن مینارہ ہے۔

نتائج البحث:

درج بالا موضوع تحقیق سے ہمیں درج ذیل نتائج حاصل ہوتے ہیں۔

1۔ محکمہ امور دینیہ آزاد کشمیر کو تفویض کردہ ذمہ داریاں اسلام کی حقیقی روح بیدار کرنے، معاشرے میں امن قائم کرنے اور فرقہ واریت کے خاتمے کے لیے ضروری اور ناگزیر امور ہیں۔

2۔ پوری اسلامی دنیا میں آزاد حکومت ریاست جموں و کشمیر کو یہ امتیازی مقام حاصل ہے کہ اس میں سرکاری سطح پر دینی اقدار کو بحال رکھنے میں کامیابی حاصل ہوئی ہے۔

3۔ تفویض کردہ ذمہ داریوں کی عملی تنفیذ میں بہت زیادہ خامیاں پائی جاتی ہیں جن کی طرف نشاندھی کی گئی ہے۔

4۔ محکمہ کو درپیش مشکلات کے حل کے لیے مناسب تجاویز پیش کرنا ضروری تھیں تا کہ ان پر عمل کر کے معاشرے میں

علمی عملی نشر واشاعت کی ترویج کی جاسکے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات (References)

[1] الفتح: 28

[2] الصّف: 8و9

[3] البخاری: موقوفاً باب إذا اسلم الصبی فمات ہل یصلی علیہ وہل یعرض علی الصبی الاسلام ص 93/2 وفی الدار قطنی: ابوالحسن علی بن عمر بن احمد بن مہدی بن مسعود بن النعمان بن دینار البغدادی الدارقطنی (المتوفی: 385ھ-) الکتاب: سنن الدارقطنی حققہ وضبط نصہ وعلق علیہ: شعیب الارنؤوط، حسن عبدالمنعم شلبی، عبداللطیف حرزالله، احمد برہوم الناشر: مؤسسۃ الرسالۃ بیروت لبنان الطبعۃ: الأولی، 1424-2004ھ عدد الأجزاء: 5 باب المہر رقم الحدیث 3620 ص 371/4

[4] البخاری: باب إثم من قتل معاہدا بغیر جرم رقم الحدیث 3166 ص 99/4

[5] سنن ابی داود: باب فی الوفاء للمعاہد وحرمۃ ذمتہ رقم الحدیث 2760 ص 83/3

[6] Butt, Sadaf. "HUSSAIN: A SYMBOL OF RESISTANCE TO AUTHORITARIANISM: A REVIVAL OF ISLAM IN THE LIGHT OF IQBAL'S POETRY." *International" Journal of Academic Research for Humanities"* 2, no. 3 (2022): 9-16.

[7] الحج: 41

[8] السیوطی: عبدالرحمٰن بن ابی بکر جلال الدین السیوطی (المتوفی: 911ھ-) الکتاب: الدر المنثور الناشر دار الفکر بیروت عدد الأجزاء 8 ص 60/6

[9] الماوردی: ابوالحسن علی بن محمد بن محمد بن حبیب البصری البغدادی الشہیر بالماوردی (المتوفی 450ھ-) الکتاب: الأحکام السلطانیۃ الناشر دار الحدیث القاہرۃ عدد الأجزاء 1 الباب التاسع: فی الولایات علی إمامۃ الصلوات 160/1

[10] فی الفقہ الاسلامی وادلتہ: فان کان مال الزکاۃ خفیا او باطنا وھو الذھب والفضۃ واموال التجارۃ فی مواضعھا جاز للمالک ان یفرقھا بنفسہ او ان یدفعھا الی الامام لان رسول الله ﷺ طالب بزکاتہ وتبعہ فی ذلک ابو بکر وعمر ثم طالب بھا عثمان لمدۃ ولما کثرت اموال الناس ورای ان فی تتبعھا حرجا علی الامۃ فوض الاداء الی اربابھا وان کان مال الزکاۃ ظاھرا وھو المواشی والزروع والثمار والمال الذی یمر بہ التاجر علی العاشر فیجب عند الجمھور منھم الحنفیۃ والمالکیۃ دفعھا الی الامام ص 3ظ 1973

[11] التوبۃ: 61

[12] الشرنبلالی: حسن بن عمار بن علی الشرنبلالی المصری الحنفی (المتوفی:1069ھ-) الکتاب: نورالإیضاح ونجاۃالأرواح فی الفقہ الحنفی المحقق: محمد انیس مہرات الناشر: المکتبۃ العصریۃ الطبعۃ:1246ھ-2005م عدد الأجزاء: 1 باب الامامۃ ص63/1

[13] البخاری: باب تقلیم الأظفار تقم الحدیث 5892ص 160/7

[14] الکاسانی: علاء الدین، ابو بکر بن مسعود بن احمد الکاسانی الحنفی (المتوفی: 587ھ-) الکتاب: بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع الناشر: دار الکتب العلمیۃ الطبعۃ: الثانیۃ 1406ھ-1986م عدد الأجزاء: 7 فصل بیان من یصلح للإمامۃ فی الجملۃ ص157/1

[15] تقی عثمانی: مفتی محمد, فتاویٰ عثمانی ترتیب وتخریج مولانا محمد زبیر حق نواز مکتبہ معارف القرآن کراچی نمبر14 سن اشاعت ربیع الثانی 1431ھ بمطابق اپریل 2010ء کل جلدیں4، ص381/1

[16] ال عمران103

[17] اقبال: ڈاکٹر علامہ محمد، کلیات اقبال اقبال کادمی پاکستان لاہور سال اشاعت 1990ء، ص233

[18] البقرۃ:2

[19] المائدۃ:15و16

[20] احمدی: غلام احمد خان, کتاب موثر القلوب المعروف گلدستہ احمدی, مکتبہ منشی فخر الدین لاہور ص9

[21] البقرۃ196

[22] البقرۃ:197

[23] ال عمران: 97